حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

پروین شاکر کی شاعری کے انگریزی تراجم: ایک تجزیہ

English Translations of Parvin Shakir's Poetry: An Analysis

ڈاکٹر فیصل کمال حیدری

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج ٹاؤن شِپ، لاہور

حافظ محمد عبدالقدوس

لیکچرار، شعبہ اُردو، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج رائیونڈ، لاہور

Abstract:
Parveen Shakir earned charismatic fame with her unique and inviting feminist voice in Urdu so early in her poetic career that her first collection of poetry brought her to lime light. Unlike her contemporary radical feminist poetesses, she gave words to youthful feminist sentiments of an enlightened oriental woman. Perhaps it was the reason that translators turned to her so early that first English translation of her selected Urdu poetry got published in her life. Till now, many translators have rendered Parveen's slender feelings into English language and have translated a number of her poems and Ghazals. Although translations of her poems may be considered satisfactory but her Ghazals still await a creative translator to render the rhythmic pulse with her passionate verses into the language that may give international readers the access to the real representative feminist Urdu poet.

خالصتاً نسائی لہجہ کی رومانوی شاعرہ پروین شاکر نے بیسویں صدی کے ربع آخر میں خاصی شہرت پائی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نا صرف اُردو شاعرات بلکہ جدید اُردو شاعری کی روایت کے نمائندہ شعراء میں شمار کی جانے لگی۔پروین شاکر کو بیک وقت نظم اور غزل، دونوں اصنافِ شعر میں یکساں اظہارِخیال پر قدرت حاصل تھی۔اگر یہ کہا جائے کہ صنف غزل کا تغزل، شگفتگی اور شیرینیٔ بیان اور اس صنف سے وابستہ احساس جمال اور وارفتگی جذبات پروین شاکر کی فطرت کے عین مطابق تھے تو بے جا نہ ہو گا۔ پروین شاکر نے طبیعت کے اس تغزل کو نظم میں بھی خوب استعمال کیا اور یوں اُردو نظم میں ایک ایسی شگفتہ آواز کے روپ میں اُبھریں جس کے لہجے میں فی الحقیقت رنگ اور رنگوں سے خُوشبو آتی تھی۔

پروین شاکر اس دور میں خالصتاً نسائی لہجہ کے ساتھ اُردو ادب کے افق پر نمودار ہوئیں جب شاعرات کے حوالے سے اُردو ادب کا دامن کافی حد تک خالی تھا اور دوسری طرف وہ چند شاعرات جو نسائی آوازوں کی نمائندگی کرتی تھیں ان کے ہاں عورت احتجاج اور بغاوت کا استعارہ بن کے اُبھر رہی تھی۔کشور ناہید ، فہمیدہ ریاض، سارا شگفتہ اور ایسی چند اور شاعرات مغربی نسائیت سے مرعوب ہو کر عورت کو مظلومیت کی تصویر بنا کر دکھا رہی تھیں نیز ان کی شاعری میں رُونما ہونے والی عورت معاشرتی سلاسل کو توڑتی دکھائی دیتی تھی۔پروین شاکر نے عورت کی عظمت اور معاشرے میں اس کے مقام کو حقیقت پسندی کی

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

عینک سے دیکھا تاہم غور کیا جائے تو ان کی شاعری میں نظر آنے والی عورت دراصل عورت ہے ہی نہیں۔ یہ ایک ایسی لڑکی کے جذبات ہیں جو عنفوانِ شباب میں خواب بُنتی ہے اور اپنے خواب نگر میں ہنستی مسکراتی کلیوں کی طرح زمزمہ پرداز نظر آتی ہے۔

پروین شاکر کی شاعری نے بیک وقت نسائی عاشق اور محبوب کو بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا۔ پہلی مرتبہ عورت، عاشق کے روپ میں بھی دیکھنے میں آئی جسے اُردو شعراءنے محبوبیت کے اس درجے تک پہنچا دیا تھا جہاں وہ اپنی تمام تر جمالیات اور رعنائیٔ حسن کے باوجود تنہا ہو گئی تھی۔ پروین شاکر نے اسی تنہا محبوب کے عاشقانہ جذبات کو صفحہ قرطاس پر بکھیرا اور نسائی عشق کی ترجمانی کی۔

نظمِ جدید میں پروین شاکر ایسی شاعرہ کے طور پر اپنی پہچان رکھتی ہیں جنھوں نے قافیہ اور ردیف سے آزاد اس صنفِ ادب کو فکرو خیال اور اسلوب کی وہ قوسِ قزح عطا کی جس کے ہر رنگ میں نسائی احساس موجود ہے۔ یہ ان کی نسائیت ہی کا فیضان ہے کہ آزاد اور نثری نظموں میں بھی رنگِ تغزل کی لطیف لہر محسوس کی جاسکتی ہے۔

اپنی شاعری کے بانکپن کے باعث ہی پروین شاکر کو بالخصوص نوجوان طبقے میں زیادہ شہرت ملی۔ شعری حلقوں میں ان کی مقبولیت کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے مغربی نسائیت کے درشت پہلوؤں کو چھوڑ کر صحت مند جدید مشرقی نسائیت کا عَلم بلند کیا۔ اسلوبی میدان میں سادہ روی کے ساتھ ساتھ انگریزی الفاظ کے استعمال سے اُردو شاعری کے لسانی کینوس کو وسیع کیا اور ایک مرتبہ پھر اس پہلو کو اجاگر کیا کہ اُردو وہ لشکری زبان ہے جو ہر نئے لفظ کو خود میں سمونے کی استعداد رکھتی ہے، بشرطیکہ اجنبی الفاظ اس کے اپنے مزاج کے مطابق اس میں ڈھل جائیں۔

اپنے امتیازات اور انفرادیت کے باعث پروین شاکر کو پہلے مجموعہ کلام کی اشاعت سے قبل ہی علمی و ادبی حلقوں میں پذیرائی ملنے لگی اور ناقدین نے اپنے اپنے انداز میں پروین کی شعریات پر خامہ فرسائی شروع کردی۔ چونکہ پروین کی شاعری مشرق و مغرب کے احساسات و جذبات کا مؤثر امتزاج تھی اس لیے ان کی زندگی ہی میں انگریزی مترجمین کی توجہ ان کی شاعری پر پڑی۔ بیدار بخت اور لیزلے لوائن (Leslie Lavigne) کی مشترکہ کاوش "Talking to Oneself" پروین شاکر کی زندگی میں معرض اشاعت میں آگئی تھی۔ اس کتاب کی تیاری میں فاضل مترجمین کو شاعرہ کی بلاواسطہ معاونت بھی حاصل تھی۔ چنانچہ "Talking to Oneself" میں شامل تہتر منظومات اور غزل کے پچاس متفرق اشعار کے محاسن و معائب کی ذمہ داری محض فاضل مترجمین پر عائد نہیں ہوتی، اس میں مترجمین اور شاعرہ دونوں کو دخل ہے۔

بیدار بخت عموماً سادہ اور سلیس لفظی ترجمہ کرنے کے عادی ہیں۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ پروین شاکر اپنی منظومات کے ترجمے پر کس حد تک اثر انداز ہوئیں تاہم تراجم پڑھ کے بخوبی اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہدفی متون میں شاعرہ کی اُفتادِ طبع کو زیادہ دخل نہیں ہے۔ بہر حال آزاد نظموں کے ترجمے میں بیدار بخت اور لیزلے لوائن کے لیے یہ آسانی ضرور تھی کہ انہیں قافیہ پیمائی کا سامنا نہیں تھا۔ اسی سہولت نے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"Talking to Oneself" میں شامل اکثر تراجم کو مؤثر بنا دیا ہے۔ یہاں یہ امر بھی مدِ نظر رہنا چاہیے کہ معیاری ترجمے کے عمل میں فاضل مترجمین کہیں کہیں نظم کے کسی ایک مصرعے یا ٹکڑے کا ترجمہ حذف کر گئے ہیں۔ مثلاً پروین شاکر کی معروف نظم "ایکسٹسی" کا ترجمہ معیاری نوعیت کا ہے۔ فاضل مترجمین، شاعرہ کے جذبات کے مؤثر ابلاغ میں کامیاب رہے ہیں۔ لیکن ذیلی مثال میں ایک مصرع ہدفی متن میں موجود نہیں ہے۔

سرخ ہونٹوں پر شرارت کے کسی لمحے کا عکس
ریشمیں بانہوں میں چوڑی کی کبھی مدھم کھنک
شرمگیں لہجوں میں دھیرے سے کبھی چاہت کی بات
دو دلوں کی دھڑکنوں میں گونجتی تھی اک صدا
کانپتے ہونٹوں پہ تھی اللہ سے صرف اک دعا
کاش یہ لمحے ٹھہر جائیں، ٹھہر جائیں ذرا(۱)

The shadow of a playful moment on red lips
Whispers of love in shy tones;
One shared sound, beating in two hearts
Trembling lips had only one prayer to God
Let these moments stay for a while! (2)

منقولہ بالا مثال میں ہدفی متن بجا طور پر ماخذ متن میں پائی جانے والی وفور جذبات سے بھرپور کیفیت کا عکاس ہے۔ مترجمین فطری جذبات کی ترجمانی اور شاعرہ کے اسلوب اور متنی وابستگی پر قادر ہوئے ہیں۔ البتہ " ریشمیں بانہوں میں چوڑی کی کبھی مدھم کھنک"۔ کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ ذیلی صورت میں اس مصرعہ کا ترجمہ بھی ممکن تھا۔

Stifled resonance of bangles in silky arms

آخری مصرعے میں let کی جگہ may کا استعمال کر لیا جاتا تو دعائیہ کلمہ زیادہ واضح ہو سکتا تھا۔ انگریزی نحو کے قاعدے کے مطابق اجازت کے لیے "let" اور دعا کے لیے "may" استعمال ہوتا ہے۔ بہر حال مجموعی طور پر حذف شدہ مصرعے کے علاوہ ترجمہ معیاری ہے۔

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

وہ نظمیں جن میں نثری انداز غالب ہے، کے ترجمے میں فاضل مترجمین زیادہ کامیاب ہیں۔ایسی صورت میں مترجمین کو انگریزی نحو میں زیادہ تجربات کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ جملاتی ساخت بر قرار رکھتے ہوئے ہدفی متن کامیابی سے مرتب ہو گیا ہے۔ نظم "خود کلامی" کا ترجمہ اس کی عمدہ مثال ہے۔

وہ ویولینتھ
جس پر میر ا اور ان کارابطہ قائم تھا
کسی اور کُرّے میں چلی گئی
یا میری لغت متروک ہوئی
یا ان کا محاورہ اور ہوا (۳)

The wave-length
On which we could communicate
Has shifted to some other cosmos
My dictionary has become obsolete!
Or their idiom has completely changed(4)

کے سی کانڈا کے مترجمہ انتخاب Masterpieces of Modern Urdu Poetry میں پروین شاکر کی اسی نظم کا ترجمہ ملتا ہے۔ کے سی کانڈا اُردو اور انگریزی دونوں زبانوں پر مہارت رکھتے ہیں اور دونوں زبانوں کے صرفی و نحوی امور کے ساتھ ساتھ عمدہ ادبی ذوق انہیں معیاری تراجم پر قادر کرتا ہے۔ذیل میں محولہ بالا اقتباس کا کے سی کانڈا کا ہدفی متن نقل کیا گیا ہے تا کہ دیکھا جا سکے کہ بیدار بخت اور کانڈا میں سے کس کا ترجمہ بہتر ہے۔

The wave-length
Which kept us interlinked
Has quit this planet long ago
Perhaps my lexicon is old
Or their idiom new and bold (5)

بیدار بخت نے لغت کے ترجمے کے لیے 'Dictionary' کا مترادف استعمال کیا ہے جبکہ کے۔سی۔کانڈا نے 'Lexicon' کا۔اسی طرح 'اور ہوا' کی ترکیب کے انتقال کے لیے بیدار بخت نے 'changed' کا سہارا لیا ہے جبکہ کانڈا نے 'New and bold' کا۔ 'Lexicon' لغت کے مترادف کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن یہ اصطلاح ادبی سے زیادہ لسانی نوعیت کی ہے۔ 'Dictionary' عام فہم لفظ ہے۔تاہم

"Dictionary" کے بجائے "Diction" کا استعمال زیادہ بہتر ہو سکتا تھا۔ دوسری طرف منقولہ مثال کے آخر میں 'Bold' کا اضافہ کے سی کانڈا نے بلاضرورت کیا ہے۔ شاید قافیہ پیمائی کرتے ہوئے ہدفی متن میں ترنم قائم کرنا مقصود تھا۔ چنانچہ "Old" اور "Bold" کا التزام کیا گیا۔

یاسمین حمید کی کتاب "Pakistani Urdu Verse" میں پروین شاکر کی دو منظومات کا ترجمہ شامل ہے۔ جبکہ افتخار عارف اور وقاص احمد خواجہ کے مترجمہ انتخاب Modern Poetry of Pakistan میں بھی پروین شاکر کی دو منظومات شامل ہیں۔ آخر الذکر انتخاب میں شامل منظومات بھی دراصل یاسمین حمید کے نوکِ قلم کا ثمرہ ہیں۔ یاسمین حمید کے تراجم شعریت کی عمدہ مثال ہوتے ہیں۔ لیکن نظم خود کلامی میں وہ اپنی اس روایت پر قائم نہیں رہ پائیں۔ ذیل میں محولہ بالا ماخذ متن کا یاسمین حمید کا متشکلہ ترجمہ تقابل کے لیے درج کیا گیا ہے۔ یہ اس امر کا غماز ہے کہ فاضل مترجم اس مرتبہ ماخذ متن سے چوک گئی ہیں۔

Wave-length of
the bond has moved
into a sphere unknown;
or are my words,
my own idiom obsolete (6)

ماخذ اور ہدفی متن کے تقابل سے پتہ چلتا ہے کہ فاضل مترجم نے بلا سبب پہلی تین سطور کو اپنی منشا کے مطابق از سرِ نو مرتب کر دیا ہے۔ اسی طرح سے چوتھی اور پانچویں سطر کو بھی ملا دیا گیا ہے۔ شاعرہ خود کو معاشرت سے الگ کر کے دیکھ رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 'میری لغت' اور 'ان کا محاورہ' کی الگ الگ بات کرتی ہے، فاضل مترجم نے 'من و تو' کی اس تفریق کو مٹا دیا ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنا بھی ضروری ہے کہ بے دار بخت اور کے سی کانڈا نے انتقالِ معنی کے عمل میں متنی وابستگی کو ترجیح دی ہے جبکہ یاسمین حمید نے معنوی کیفیت کو اس ترجیحی افتراق کے باعث اول الذکر مترجمین اور آخر الذکر ہدفی متون کی بُنت مختلف ہو گئی ہے۔ تاہم یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ یاسمین کے ترجمے کا سقم یہ نہیں کہ انھوں نے ہدفی متن از سرِ نو ترتیب دیا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ ہدفی متن کی تیاری میں منشائے شاعر اور ماخذ متن کو نظر انداز کر دینے سے ہوا ہو جانے والی من و تُو کی تفریق نے خیال بدل ڈالا ہے۔

نوید الٰہی کی مترجمہ تصنیف We the Poets میں پروین شاکر کی اٹھارہ منظومات کو انگریزی قالب میں ڈھالا گیا ہے۔ نوید الٰہی ایک اُبھرتے ہوئے مترجم ہیں۔ We the poets میں شامل فیض اور ساحر کی شاعری کے کامیاب تراجم کی طرح نوید الٰہی پروین شاکر کی منظومات کو بھی مؤثر انداز میں انگریزی زبان میں منتقل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔ نوید الٰہی کے یہ تراجم اس حقیقت کا پتہ بھی دیتے ہیں کہ بات چیت کے انداز میں سادہ اور سلیس اسلوب کی حامل منظومات کے ہدفی متون معیاری ہونے کے باوجود کئی بار صرف اس لیے کسی حد تک بے رنگ لگتے ہیں کہ ماخذ متن میں پایا جانے والا ترنم اور آہنگ ہی متنی خوبصورتی کا ضامن ہوتا ہے۔ جبکہ ہدفی زبان میں آہنگ کی عدم موجودگی درست ہدفی متن کو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

بھی بے کیف کر دیتی ہے۔ پروین شاکر سادہ اور عام فہم زبان میں کلام کرتی ہیں اور یہی سادگی ان کی شاعری کے ترجمے کو مشکل بنادیتی ہے۔ نوید الٰہی کے بہت سے معیاری تراجم اسی لیے ماخذ متن کے سامنے بے رنگ نظر آتے ہیں۔

مری آنکھوں میں گہری شام کا دامن کشاں جادو
مری باتوں میں اُجلے موسموں کی گل فشاں خوشبو
مرے لہجے کی نرمی موجۂ گل نے تراشی ہے
مرے الفاظ پر قوسِ قزح کی رنگ پاشی ہے
مرے ہونٹوں میں ڈیزی کے گلابی پھول کی رنگت
مرے رخسار پر گلنار شاموں کی جواں حدت(۷)

In my eyes is the charm of sable night

In my words is heady scent of nice weathers

Flicker of flower tailored the softness of my tone

Rainbow has showered petals on my words

My lips are pink like the color of daisy

My cheeks glow like ruddy evenings (8)

منقولہ مثال میں نوید الٰہی ماخذ متن کے تمام استعاروں، علامات اور تشبیہات کو کمال مہارت سے نباہنے میں کامیاب رہے ہیں۔ لیکن ماخذ متن میں پایا جانے والا ترنم ہدفی متن میں موجود نہیں ہے اسی لیے الفاظ کے بر محل مترادفات کے باوجود ہدفی متن ماخذ متن کی طرح اثر آفریں محسوس نہیں ہوتا۔ نظم کا منقولہ ٹکڑا معنوی حوالے سے زیادہ دقیق نہیں ہے۔ شاعرہ نے بصری تمثال کاری کرتے ہوئے خالصتاً نسائی پیکر تراشی کی ہے۔ کافیہ پیمائی سے نظم کے مجموعی تاثر کی رومانیت میں اضافہ ہوا ہے جو انگریزی ترجمے میں مفقود ہونے کے باعث اس کی تاثریت کو ذائل کرتا دکھائی دیتا ہے۔

جہاں کہیں نظم کی خوبصورتی آہنگ سے زیادہ تلازمہ خیال کی رہینِ احسان ہے وہاں نوید الٰہی کا ترجمہ بھی ماخذ متن کی طرح اثر آفرین نظر آنے لگتا ہے۔ نظم "اسلام آباد۔ علی الصبح" میں تشکیل دیا جانے والا صبح کا منظر اور تشبیہی انداز، آہنگ سے زیادہ تلازمہ خیال کے باعث متاثر کُن ہے، بعینہ نوید الٰہی کا ترجمہ ماخذ متن کی سحر آفرینی لیے ہوئے ہے۔

ہلکی سرخ پہاڑی پر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

دُودھیا پھولوں کی چادر

کچھ ایسے بچھی تھی

جیسے پہلی رات کے بعد

دلہن کے آنچل سے جھڑنے والے ستارے

صبح کی سیج پہ کھلے ہوئے ہوں!(۹)

On a light red hillock

A sheet of milky flowers

Was spread in a manner

As if after the first night

The stars that peel off from the bride's veil

Blossom on morning's bed! (10)

بالخصوص منظومات کے حوالے سے بات کی جائے تو یہ امر قابلِ تعریف ہے کہ پروین شاکر کی کم و بیش سو کے قریب منظومات عالمی زبان میں منتقل ہو چکی ہیں۔ لیکن ان کی شاعری آج بھی اس لیے کسی تخلیقی مترجم کی راہ تک رہی ہے کہ بیدار بخت کا ترجمہ نثری نظموں کی حد تک تو معیاری تصور کیا جا سکتا ہے، اُردو نظم کے آہنگ کو انگریزی زبان میں منتقل کرنا ان کے بس کا کام نہیں۔ نیز پروین شاکر کا رواں اسلوب سہل ممتنع کی وہ منفرد مثال ہے جس کا ترجمہ رنگِ کلام کو متاثر کر دیتا ہے۔

نظم سے ہٹ کر غزل کے تراجم کی بات کی جائے تو دیگر بہت سے اُردو غزل گو شعرا کی طرح پروین شاکر کا تغزل بھی کسی ایسے تخلیقی مترجم کا منتظر ہے جو اس مشکل صنفِ سخن کی نزاکتوں اور لطافتوں کو نباہتے ہوئے ان کے رنگِ غزل کو عالمی زبان میں منتقل کر سکے۔ نظم کی طرح غزل کے میدان میں بھی چند مترجمین نے پروین شاکر کے کلام کو انگریزی زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن کمیتی اور کیفیتی دونوں اعتبارات سے یہ کاوشیں تسلی بخش نہیں ہیں۔

بیدار بخت اور لیزلے لیوائن کی مشترکہ کاوش "Talking to oneself" میں پروین کی غزلیات کو جگہ دینے کی غرض سے فاضل مترجمین نے ان کے چاروں مجموعہ ہائے کلام سے پچاس منتخب اشعار کے ترجمے کو شامل کتاب کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ متفرق اشعار شاعرہ کے رنگِ تغزل سے عالمی قارئین کو آشنا کروانے کے لیے کافی نہیں ہیں۔ دوسرا یہ کہ بیدار بخت ہیئتی اتباع کے بجائے معنوی ابلاغ کو ترجیح دیتے ہیں اس لیے غزل کے میدان میں ان کے تراجم کبھی بھی مثالی قرار نہیں دیے جا سکتے۔ ذیل میں پروین شاکر کے پہلے شعری مجموعے سے لیے گئے چند اشعار کا ترجمہ اسی حقیقت پر دال ہے:

کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اُس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی(۱۱)

I can't admit

That he has left me

It may be true

But a matter of disgrace (12)

وہ تو خوشبو ہے ، ہواؤں میں بکھر جائے گا
مسئلہ پھول کا ہے ، پھول کدھر جائے گا(۱۳)

He is fragrance ,

He will scatter into wind

The problem is the flower:

Where will it go (14)

کمالِ ضبط کو خود بھی تو آزماؤں گی
میں اپنے ہاتھ سے اس کی دلھن سجاؤں گی(۱۵)

I to, shall test

My endurance to suffer

I will adorn his bride

With my own hands (16)

پہلے شعر کے ترجمے میں فاضل مترجمین نے شاعرہ کے استفہامیہ لہجے کو منفی جملے میں بدل دیا ہے۔استفہام کے درپردہ عاشق کی بے بسی منفی جملے میں منتقل ہو جانے کے نتیجے میں ہٹ دھرمی میں بدلتی محسوس ہوتی ہے۔ذراسی تخلیقی طبع کے ساتھ شعر کا استفہامی لہجہ بھی برقرار رہ سکتا تھا اور قافیہ پیمائی کے اہتمام سے شعری آہنگ بھی برقرار رکھا جا سکتا تھا۔ترجمے میں یوں ترمیم کی جا سکتی تھی۔

How can I admit his dissociation

True it is but a matter of humiliation

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

دوسرے اور تیسرے شعر کے ترجمے میں بھی شعر کا مطلب واضح ہے۔البتہ اس ترجمے میں شعریت کہیں نظر نہیں آتی۔

کے۔سی۔کانڈا کے مترجمہ انتخاب "Masterpieces of Modern Urdu Poetry" میں پروین شاکر کی تین غزلوں کا ترجمہ شامل ہے۔کے۔سی۔کانڈا منظوم ترجمے پر مہارت رکھتے ہیں اور غزلوں کے ترجمے میں معانی و مفاہیم کے ابلاغ کے مطابق قافیہ پیمائی کا اہتمام بھی کر لیتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر اس سے انحراف بھی برت لیتے ہیں۔ہر دو صورتوں میں ان کا ترجمہ بالعموم ماخذ متن کے قریب تر ہوتا ہے۔تاہم کبھی کبھی ان کے ہاں بھی متنی انحراف ہدفی متن کو متاثر کرتا ہے۔جیسا کہ ذیلی مثال میں پہلے دو اشعار کا ترجمہ معیاری اور قابلِ ستائش ہے جبکہ تیسرے شعر کے دوسرے مصرعے میں قافیہ بندی بھی برقرار نہیں رہ پائی اور ماخذ متن سے کسی حد تک انحراف بھی محسوس ہوتا ہے:

کچھ تو ہوا بھی سرد تھی، کچھ تھا ترا خیال بھی
دل کو خوشی کے ساتھ ساتھ ہوتا رہا ملال بھی
بات وہ آدھی رات کی ، رات وہ پورے چاند کی
چاند بھی عین چیت کا ، اس پہ ترا جمال بھی
گاہ قریبِ شاہ رگ ، گاہ بعیدِ وہم و خواب
اس کی رفاقتوں میں رات ہجر بھی تھا ، وصال بھی(۱۷)

I was closeted with your thought, cold was the air that blew ,
I could feel a whiff of joy, tinged with a saddening hue.
It is the tale of deep midnight, when the moon was full and bright,
It was the month of Chait besides, and your beauty, full in view
Now near the jugular vein, now beyond the reach of thought ,
In his company I could feel now close, now far-removed (18)

"ملال" کے ترجمے میں tinged with a saddening hue قابل تحسین مرکب ہے۔اسی طرح دوسرے شعر کو نبانے میں بھی کے۔سی۔کانڈا کمال مہارت سے کامیاب ہوئے ہیں۔شعر کی موسیقیت اور آہنگ ہو بہو ہدفی متن میں بھی منعکس ہے۔حاشیہ میں "چیت" کی وضاحت کر دی جاتی تو انگریزی متن پڑھنے والے قارئین اس ترجمہ سے زیادہ محظوظ ہو پاتے۔تیسرے شعر کے آخری مصرعے میں مترجم قافیہ پیمائی کے ساتھ ساتھ معنوی بلاغت میں بھی ناکام ہو گیا ہے۔"رات" جس کا تسلسل پوری غزل میں ہے اس مصرعے میں حذف ہو گئی ہے اور far-removed کا مرکب اس کی صحیح عکاسی نہیں کرتا۔اس مصرعے کو ذیلی صورت میں ڈھال کر قافیہ پیمائی اور معنوی ابلاغ دونوں برقرار رکھے جا سکتے تھے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

"With him the night was of severance and of union too"

خواجہ طارق محمود کے مترجمہ انتخاب "Selected Urdu Poetry of Women Poets" (مطبوعہ 2008ء) میں پروین شاکر کی سات غزلوں کا ترجمہ شامل ہے۔ دستیاب مواد کے مطابق خواجہ صاحب نے اب تک پروین شاکر کی سب سے زیادہ غزلوں کو انگریزی زبان میں منتقل کیا ہے۔ فاضل مترجم قافیہ پیمائی پر قدرت رکھنے کے باعث غزلوں کے ترجمے کے خاصے شوقین ہیں۔ یہ امر اس حوالے سے قابلِ ستائش ہے کہ فاضل مترجم کے تراجم کے ذریعے انگریزی خواں طبقہ اُردو غزل کی ہیئت سے بھی آشنائی حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن خواجہ صاحب کے تراجم میں قافیہ پیمائی کا یہ جنون عموماً ہدفی متن کو ماخذ متن سے منحرف بھی کر دیتا ہے۔ پروین شاکر کی غزلوں کے ترجمے کے ساتھ بھی خواجہ طارق محمود نے یہی سلوک کیا ہے۔

کُوبکو پھیل گئی بات شناسائی کی
اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی
کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اُس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رُسوائی کی
تیرا پہلو تیرے دل کی طرح آباد رہے
تجھ پہ گزرے نہ قیامت شبِ تنہائی کی(۱۹)

My love had found wide publicity
Like flower scent, it had gained spontaneity
How can I say beloved has forsaken me
This true, but to say it is not propriety
May you ever prosper in unison with beloved
One hell is night of loneliness with its longerity (20)

مطلع کے مصرعے ثانی میں ہدفی متن کا ماخذ متن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر مترجم خوشبو کے بہاؤ میں پائی جانے والی بے ساختگی کو بے ساختہ پذیرائی سے تعبیر کر رہا ہے تو یہ اس کی تفہیم تو ہو سکتی ہے، عام قاری مطلع کا کوئی بھی مطلب نکالے، ہدفی متن کی وساطت سے وہ ماخذ متن کے معنی تک نہیں پہنچ پائے گا۔ یوں بھی مصرعہ ثانی میں اسم ضمیر "it" سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ گویا اسم ضمیر مترجمہ مصرعے اُولیٰ "love" کی جگہ لایا گیا ہے۔ اس تاثر سے بات مزید بگڑ جاتی ہے۔ دوسرے شعر میں "چھوڑ دینا" کے لیے با آسانی "left" استعمال کیا جا سکتا تھا۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

اگر "for saken"کو درست مان بھی لیا جائے تو اس لفظ کا انتخاب شاعرہ کی سادگی اسلوب کا عکاس نہیں ہے۔ نیز دوسرے مصرعے میں ”رسوائی“کی ترجمانی کے لیے "Propriety"کا استعمال قطعاً مناسب نہیں۔ تیسرے شعر کا ترجمہ اور ماخذ متن سے اس کی مماثلت یقیناًفاضل مترجم کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے اسے راقم کی کج فہمی یا کم علمی سے تعبیر کیا جائے لیکن برملا اس بات کا اعتراف کیا جا سکتا ہے کہ تیسرے شعر کا ترجمہ ماخذ متن سے دور بھی ہے اور مبہم بھی۔

نوید الٰہی کے مترجمہ انتخاب "We the Poets"میں پروین شاکر کی مختصر بحر کی ایک غزل کا ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔فاضل مترجم نے غزل کے ترجمے میں قافیہ پیمائی کے ساتھ ساتھ ردیف نباہنے کی بھی عمدہ کوشش کی ہے۔ مختصر بحر میں ہدفی متن کو نبھانا یقیناً ایک کارِ دشوار ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ نوید الٰہی غزل کی فضا اور ہیئت کے ساتھ ساتھ معنوی ابلاغ پر بھی قادر رہے ہیں۔

آنکھوں پہ ستارے چن رہی ہے
آنگن میں مرے کِھلی ہوئی رات
ماتھے پہ نئی رفاقتوں کے
افشاں کی طرح چُنی ہوئی رات
خوابوں کی سجل ہتھیلیوں پر
مہندی کی طرح رچی ہوئی رات (۲۱)

Arranging stars on my eyes
Blossomed in my backyard the night
On forehead of new relationship
Like glitter is spread the night
On the lovely palms of dreams
Like henna is imprinted the night (22)

نوید الٰہی نے ” رات“ اسم کو بطور ردیف نباہیا ہے۔ جاوید اختر کی غزلوں کے ترجمے میں رالف رسل (Ralph Russel)نے یہ اصول اپنایا تھا کہ ”اسمیہ “ ردیف نباہ کر غزل کا آہنگ برقرار رکھا جائے اور ردیف کے ”فعل“ ہونے کی صورت میں ردیف نباہنے کی بجائے قافیہ بندی کا اہتمام کیا جائے۔ ممکن ہے نوید الٰہی نے یہ طریق کار رالف رسل کے اتباع میں ہی اختیار کیا ہو۔ البتہ ردیف کے ساتھ ساتھ قافیہ نباہ کر نوید الٰہی رالف رسل سے ایک قدم آگے نکل گئے ہیں۔

مجموعی طور پر دیگر غزل گو شعراء کی طرح پروین شاکر کے حوالے سے یہی کہنا پڑے گا کہ فاضل شاعرہ کی غزلیں ہمارے مترجمین کی بے توجہی کا شکار ہوئی ہیں۔ بیدار بخت غزلوں کے ترجے کی قدرت نہیں رکھتے شاید اسی لیے انہوں نے متفرق اشعار پر اکتفا کیا اور خواجہ طارق محمود ماخذ متن کے امین ہونے سے زیادہ اپنی لسانی مہارتوں کو آزمانے کے قائل ہیں۔ اس لیے دونوں مترجمین غزلوں کے ترجے کا حق ادا نہیں کر پاتے۔ جبکہ کے۔ سی۔ کانڈا اور نوید الٰہی کے منتخبات میں پروین کی غزلیات کا معیاری ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ لیکن ان میں شامل غزلیات کی قلیل تعداد تشنگانِ ادب کی پیاس بجھانے کے لئے ناکافی ہے.

المختصر، کمیتی حوالے سے پروین شاکر کی قابلِ ذکر منظومات انگریزی زبان میں منتقل ہو چکی ہیں۔ البتہ غزلوں کے تراجم کے حوالے سے پروین شاکر کے کلام کا بھی وہی حال ہے جو دیگر معاصر شعراء کا ہے۔ دوسری طرف کیفیتی حوالے سے بات کی جائے تو پروین شاکر کو اب تک کوئی ایسا مترجم میسر نہیں آیا جو ان کی لفظیات، خیال آرائی اور غنائیت کو بھرپور انداز میں انگریزی زبان میں منتقل کر سکے۔ بیدار بخت اور لیزلے لیوائن کے تراجم بے کیف معنوی ابلاغ سے بڑھ کر کچھ نہیں جبکہ نوید الٰہی کے تراجم کی تعداد اتنی زیادہ نہیں کہ انگریزی خواں طبقہ نسائی لہجے کی اس متاثر کن شاعرہ کی تخلیقیت اور فنکارانہ صلاحیتوں کا اندازہ کر سکیں۔ خواجہ طارق محمود نے قافیہ پیمائی کے انتہا پسندانہ شوق میں معنویت اور اسلوب دونوں کو نقصان پہنچایا ہے۔

بہر حال تعداد سے ہٹ کر بات کی جائے تو اب تک کی کاوشوں میں نوید الٰہی کے تراجم کو تعداد کی کمی کے باوجود پروین شاکر کی شاعری کے نمائندہ تراجم شمار کیا جا سکتا ہے۔ نوید کی کاوشوں میں بالعموم پروین کے لہجے کا رنگ و بو بھی ہے اور ان کی معنویت بھی نوید کے ہدفی متون میں عام طور پر برقرار رہی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.3 2023

حوالہ جات

۱۔ پروین شاکر، ”خوشبو“،ماہِ تمام(کلیات)،اسلام آباد:مراد پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء، ص ۸۳

2۔ Bakht, Baidar & Leslie Lavigne, Talking to Oneself, Islamabad: Lafzlog Publications, 2004 (2nd Edition)P. 22

3۔ پروین شاکر، ”خود کلامی“،ماہِ تمام، ص ۱۸۲

4۔ Bakht, Baidar & Leslie Lavigne, Talking to Oneself, P. 79

5۔ Kanda, K.C., Masterpieces of Modern Urdu Poetry, New Delhi: Sterling Publishers, 1998, P. 355

6۔ Hameed, Yasmeen, Pakistani Urdu Verse, Karachi: Oxford University Press, 2010 P.362

7۔ پروین شاکر، خوشبو، ماہِ تمام، ص ۴۷

8۔ Elahi, Naveed, We the Poets, Lahore: Intikhab-e-Watan Publishers, 2012, P.150

۹۔ پروین شاکر، ”صد برگ“،ماہِ تمام، ص ۹۰

10۔ Elahi, Naveed, We the Poets, P.122

۱۱۔ پروین شاکر، ”خوشبو“،ماہِ تمام، ص ۱۱۷

12۔ Bakht, Baidar & Leslie Lavigne, Talking to Oneself, P.116

۱۳۔ پروین شاکر، خوشبو، ماہِ تمام، ص ۱۸۸

14۔ Bakht, Baidar & Leslie Lavigne, Talking to Oneself, P.116

۱۵۔ پروین شاکر، خوشبو، ماہِ تمام، ص ۲۱۲

16۔ Bakht, Baidar & Leslie Lavigne, Talking to Oneselff, P.116

۱۷۔ پروین شاکر، خود کلامی، ماہِ تمام، ص ۱۱۷

18۔ Kanda, K.C., Masterpieces of Modern Urdu Poetry, P.348

۱۹۔ پروین شاکر، خوشبو، ماہِ تمام، ص ۱۱۷

20۔ Tariq Mahmood Khwaja, Selected Urdu Poetry of Women Poets, New Delhi: Star Publications, 2008, P.17

۲۱۔ پروین شاکر، صد برگ، ماہِ تمام، ص ۳۲

22۔ Elahi, Naveed, We the Poets, P.134